مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل!

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آیئے! ان تازہ حقائق کی روشنی میں غور کریں کہ مسلمانوں کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے، مسلمانوں پر حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ عظیم احسان ہے کہ ان کے پاس ہر شعبۂ زندگی کی طرح صلح و جنگ کے لیے بھی آسمانی و ربانی ہدایات موجود ہیں۔ سورۂ انفال اور سورۂ توبہ میں صلح و جنگ اور اعداءِ اسلام اور منافقین کے مقابلہ کا مفصل دستور العمل موجود ہے، قرآن کریم کا کتنا صاف اعلان اور واضح مطالبہ تھا:

''وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔'' (الانفال:۶۰)

''اور ان کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس کے ذریعہ تم رعب جمائے رکھو اُن پر، جو کہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے، ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ تم کو پورا دے دیا جائے گا اور تمہارے لیے کچھ کمی نہیں ہوگی۔'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

یہ ارشادِ ربانی مسلمانوں پر بطورِ خاص یہ فریضہ عائد کرتا ہے کہ ان کے پاس ہمہ وقت اتنی قوت موجود رہنا ضروری ہے جس سے اعداءِ اسلام مرعوب، خائف اور لرزہ براندام رہیں اور پوری مسلم قوم کو اس کی تیاری میں مصروف رہنا چاہیے۔

مگر مسلمانوں پر صدیوں سے ایک جمود سا طاری ہے اور وہ نفس پرستی، عیش کوشی اور اغراض پرستی

کی دلدل میں کچھ ایسے پھنسے ہیں کہ عرصہ دراز سے مسلمان حکومتوں نے اس فریضۂ الٰہی سے تغافل اختیار کررکھا ہے اور سورۂ توبہ وانفال کی واضح ہدایات کے ہوتے ہوئے غفلت وجہالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں، جبکہ اعداء اسلام' اسلام دشمنی سے کبھی غافل نہیں ہوئے ۔ اس دردناک غفلت وبے عملی کے جو نتائج سامنے آنے تھے وہ ظاہر ہوکر رہے، جس طرح دواؤں اور غذاؤں کے خواص ہیں، اسی طرح اعمال کے بھی خواص ہیں، جو شخص زہر کھاتا ہے وہ ہلاک ہوگا، اسی طرح ان ارشادات سے روگردانی کی سزا کو سمجھ لیجئے ۔

حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو کلیدی مقامات عطا فرمائے ، دنیا کے نقشہ پر نظر ڈالو تو معلوم ہوگا کہ دنیا کا قلب اب بھی مسلمانوں کے حیطۂ اقتدار میں ہے اور قدرت نے نقشہ کچھ ایسا رکھا کہ تمام عالمِ اسلام باہم مربوط اور ایک اسلامی ملک کی سرحدیں دوسرے سے ملی ہوئی ہیں، پھر مسلم ممالک خصوصاً عرب ممالک کو مادی وسائل کی وہ فراوانی عطا فرمائی کہ عقل حیران ہے، اگر ان وسائل کو اسلامی ترقی اور فوجی طاقت مہیا کرنے پر صرف کیا جاتا تو عالمِ اسلام کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اور آج یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا، اب اگر عرب اور مسلم ممالک یہ چاہتے ہیں کہ ان کفار اور دشمنانِ اسلام کی سازشوں سے محفوظ رہیں، تو مندرجہ ذیل تدبیر پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے :

الف :......قومیت، وطنیت اور جنسیت کے مادی روابط سے بالاتر ہوکر صرف اسلام کے ''العروۃ الوثقٰی'' اور ''حبل متین'' کو مضبوطی کے ساتھ تھاما جائے اور مغرب کی تمام لعنتوں کو خیر باد کہہ کر نئے سرے سے اسلام سے وفاداری کا عہد کیا جائے اور باہمی اتفاق واتحاد کے رشتے مضبوط کیے جائیں، تمام اسلامی ممالک یکجان دو قالب ہوکر ہر قسم کے باہمی نفاق وشقاق اور حسد وکبر کو دل سے نکال دیں، یہ یقین دلوں میں جاگزیں ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کی عزت اسلام اور اسلامی زندگی کے اپنانے میں منحصر ہے، اسلام سے انحراف کرکے اور اس کی ہدایات کو پسِ پشت ڈال کر یہ قوم کبھی سرخرو اور کامیاب نہیں ہوسکتی ۔

ب :......حق تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جو مادی وسائل نصیب فرمائے ہیں، ان کے ذریعہ اسلحہ سازی کے کارخانے قائم کریں اور پوری کوشش کریں کہ جدید سے جدید اسلحہ میں خودکفیل ہوجائیں ۔ بلاشبہ اس میں دیر لگے گی ، لیکن بیس پچیس سال میں نقشہ ہی بدل جائے گا، اس مقصد کے لیے جرمن، چین اور جاپان سے فنی اعانت حاصل کی جاسکتی ہے اور زیادہ سے زیادہ معاوضہ دے کر ماہرین کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں ۔ کافروں کی خوشامدیں کرنے ان سے بھیک مانگنے اور ان کے رحم

وکرم پر زندگی بسر کرنے کے بجائے جب تک مسلمان اپنے وسائل پر انحصار نہیں کریں گے، تب تک نہ باعزت اور مستغنی قوم کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر اُبھر سکتے ہیں، نہ ذلت کی وادیوں سے قدم باہر نکال سکتے ہیں۔ چین کی مثال ہمارے سامنے ہے، جو قوم چالیس پچاس سال پہلے افیونی قوم مشہور تھی اور اپنی بے مائیگی میں ضرب المثل تھی، آج وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی کہ امریکہ اور روس بھی اس سے خائف اور اس کے مقابلہ میں منافقانہ ملی بھگت پر مجبور ہیں، ان کی ترقی کا راز سوشلزم نہیں، جیسا کہ ہمارے جہلاء اس کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں، بلکہ اتحاد و اتفاق، غیروں سے استغناء اور اپنے وسائل پر انحصار چین کی ترقی کا باعث ہے۔ الغرض جب تک عرب اور مسلم ممالک اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوں گے اور ان اعداءِ اسلام کفار: امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس سے بے نیاز نہ ہوں گے اس وقت تک یہی صورت حال قائم رہے گی، جس کا افسوسناک نقشہ ہمارے سامنے ہے۔

ج:...... آج کل عالمِ اسلام کے اتحاد کی باتیں بہت کی جاتی ہیں، اس کے لیے کانفرنسیں ہوتی ہیں، مقالے پڑھے جاتے ہیں، تجاویز سوچی جاتی ہیں، لیکن اس نکتے سے سب غافل ہیں کہ جب تک سب کا ایک مرکز نہ ہو اور تمام سربراہانِ مملکت اور عوام اپنے مفادات، اپنی ذاتی اغراض اور اپنی انا کو چھوڑ کر ایک مرکزِ ثقل پر جمع ہونے کے لیے آمادہ نہ ہوں ان منتشر ٹکڑوں میں اتحاد کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟! شاید آج کے ماحول میں یہ بات ''دیوانے کی بڑ'' سمجھی جائے گی، لیکن خدا لگتی بات یہ ہے کہ جب تک مسلمان خلافتِ اسلامیہ کا احیاء نہیں کریں گے، جسے برطانیہ کی سازش اور کمال اتاترک کی بداندیشی نے ذبح کر ڈالا تھا، اس وقت تک عالمِ اسلام نہ متحد ہوگا، نہ اُن کا کوئی مسئلہ حل ہوگا، اب مسلمان چاہیں تو خواہ یہ کام آج کرلیں کہ سب متحد ہوکر ایک ''خلیفۃ المسلمین'' بنائیں اور سب کے سب اس کے جھنڈے تلے جمع ہوجائیں یا کچھ عرصہ مزید ذلیل وخوار ہولیں، کافروں کی کند چھری سے ذبح ہوتے رہیں اور بعد میں جو زندہ رہے گا وہ یہ کام کرلے گا۔ بہرحال مسلمانوں کے مسائل کا آخری حل خلافت کی تاسیس واحیاء ہے۔

مسلمانوں نے ایک بہترین اور بے نظیر قوم کی حیثیت سے دنیا پر حکومت کی ہے، صفحۂ ہستی پر نہایت خوشنما نقوش چھوڑے ہیں اور تاریخِ عالم پر اپنے کارناموں کے زریں باب رقم کیے ہیں، لیکن آج باوجودیکہ قرآن جیسا آسمانی ہدایت نامہ ان کے ہاتھ میں ہے اور خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہادیِ برحق ان کا رسول و نبی اور مقتداء و پیشوا ہے، مگر آج اس کی ذلت ونکبت اور بے حسی و بے غیرتی کا تماشا دیکھو کہ یہود وہنود سے مار کھانا پسند کرتے ہیں، لیکن اپنے طویل جمود، عیش پرستی وتن آسانی،

آپس کے کبر وغرور اور انانیت ولن ترانی کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہو پاتے۔ زمین کے خزانے اور دنیا بھر کے وسائل ان کے قبضہ میں ہیں، مگر انہیں کہاں خرچ کیا جارہا ہے؟ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور جہاد فی سبیل اللہ پر نہیں، بلکہ تماشوں اور سینماؤں پر، تفریحوں اور کھیلوں پر، ریڈیو اور ٹیلیویژن پر، کلبوں اور ہوٹلوں پر، إنا للّٰہ۔ حق تعالیٰ کا ارشاد گویا آج ہی ان کے حق میں نازل ہوا ہے:

''فَلَمَّا اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ۔'' (التوبۃ:۷۶،۷۷)

''سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے (بہت سا مال) دے دیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور روگردانی کرنے لگے اور وہ تو روگردانی کے عادی ہیں، سو اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق قائم کردیا جو خدا کے پاس جانے کے دن تک رہے گا، اس سبب سے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا اور اس سبب سے کہ وہ اس وعدہ میں شروع ہی سے جھوٹ بولتے تھے۔''

اس آیتِ کریمہ کو بار بار پڑھیے اور غور کیجیے کہ جو ممالک ان کفار مستعمرین کے انتداب سے آزاد ہوئے خواہ وہ فرانس ہو یا برطانیہ، مراکش سے لے کر پاکستان تک کیا ان ممالک نے وعدے پورے کرلیے؟ کیا صحیح اسلامی حکومت قائم کی؟ یا اس کے لیے کوشش کی؟ کوشش تو کیا اس کی خواہش بھی کی؟ جواب نفی میں ملے گا۔ درحقیقت یہ تو ''بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ'' کی سزا ہے جو روز افزوں تنزل اور ذلت کے گڑھوں میں گرتے جارہے ہیں۔

الغرض مسلمانانِ عالم کو چاہیے کہ تمام قدرت کے عطا کردہ وسائل، اپنی فوجی قوت وطاقت مہیا کرنے پر خرچ کریں اور غریب حکومتیں جہاد کا فنڈ قائم کرکے مسلمانوں سے جہاد کے لیے مال جمع کریں اور صرف اسی صحیح مقصد پر خرچ کریں اور اتفاق واتحاد پر اپنی پوری توجہ مرکوز کریں۔

ان سب تدابیر واسباب کو اختیار کرنے کے بعد توکل واعتماد صرف حق تعالیٰ ہی کی ذات، نصرتِ الٰہی اور اس کی غیبی امداد پر ہو، ان وسائل کو حاصل کرنا اس لیے ضروری تھا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد اور حکم یہی ہے، ایک رستہ تو مسلمانوں کی ذلت کو عزت سے بدلنے کا یہ معلوم ہوتا ہے۔

اس کے سوا ایک راستہ اور بھی ناقص خیال میں آتا ہے، عرب وعجم کے سب مسلمان اسلامی دعوت وتبلیغ کے لیے وقف ہوجائیں، یہ مقصد نہیں کہ تمام کاموں کو چھوڑ کر اس میں لگ جائیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہر ملک اور ہر قوم کا کافی حصہ کفر کے ممالک میں اسلامی اصولوں پر دعوت وتبلیغِ دین کا کام

شروع کرے اور قافلے کے قافلے ہر طرف پھیل جائیں، زیادہ تر توجہ ان ممالک پر مرکوز رکھیں جن قوموں کو اسلام سے سخت عداوت نہ ہو اور ان میں کبر وغرور بھی نہ ہو اور وہ اپنی زندگی سے اُکتا چکے ہیں، سکونِ قلب مفقود کر چکے ہیں، پریشان ہیں، ان کو اسلام کی دعوت دے کر مسلمان بنانے کی کوشش کریں، ان کوششوں کا زیادہ تر دائرہ افریقی ممالک کے علاوہ چین وجاپان کو بنائیں، ہوسکتا ہے کہ کسی وقت یہ طاقتور قومیں اسلام کی حلقہ بگوش ہوجائیں اور مسلمانانِ عالم کا نقشہ ہی بدل جائے:

’’وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا أَمْثَالَكُمْ ۔‘‘ (محمد:۳۸)

’’اور اگر تم منہ پھیرلو تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئیں گے، پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔‘‘

کا نمونہ سامنے آئے، نبی کریم علیہ صلوات اللہ وسلامہٗ نے کیا یہ دعا نہیں فرمائی ؟!:

’’اللّٰھم أید ھذا الدین بأحب الرجلین إلیک أبی جھل وعمر ۔‘‘ (سنن الترمذی، ابوب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ج:۲،ص:۲۰۹، ط: فاروقی کتب خانہ)

’’اے اللہ! اس دینِ اسلام کو دو آدمیوں میں سے جو آپ کو پسند ہو، اس کے ذریعہ قوت عطا فرمادیجئے۔‘‘

آج ہم بھی اس سنتِ نبوی کی روشنی میں چین وجاپان کی ہدایت کے لیے یہ دعا کرسکتے ہیں، تبلیغی راستوں سے اس تدبیر میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

الغرض میرے ناقص خیال میں یہی دو تدبیریں ہیں اور اگر دونوں کو جمع کرلیا جائے تو سبحان اللہ! حکمران پہلی تدبیر پر عمل کریں اور علماء اُمت اور عوام دوسری پر عمل پیرا ہوں، اگر یہ اسلامی طریقے اختیار کیے جائیں تو توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ان کوششوں کو ضائع نہیں فرمائے گی، اور کم از کم آخرت کی مسئولیت سے تو سبکدوش ہوجائیں گے، انسان کوشش ہی کا مکلّف ہے، نتائج حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں:

إن أرید إلا الإصلاح ما استطعت وما توفیقی إلا باللّٰہ وحدہ علیہ توکلت وإلیہ أنیب

وصلی اللّٰہ علی خاتم النبیین وسید المرسلین محمد وآلہٖ وأصحابہٖ أجمعین إلی یوم الدین

(ذوالقعدہ۱۳۹۳ھ/ دسمبر۱۹۷۳ء)

.....❁.....❁.....❁....